روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون ۴۲۹

قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | بدھ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ، ۱۰ وفا ۱۳۷۰ہش، ۱۰ جولائی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۵۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام بنی نوع انسان کیلئے دعائیں کریں

"جماعت احمدیہ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ تقویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۔ تمام بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ انسانوں کو تقویٰ سے عاری فیصلوں کے نتیجے میں اُن عذابوں میں مبتلا نہ فرمائے جو عام طور پر ایسے حالات میں مقدّر ہو جایا کرتے ہیں۔ بلکہ غیر معمولی طور پہ ان کے دلوں پر تسلّط فرمائے اور ان کو توبہ کرنے کی توفیق بخشے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر خدا تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا لحاظ نہ کیا جائے اور دُعا کی جائے، تو وہ کچھ بھی اثر نہیں رکھتی۔ صرف اس ایک راز کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ معلوم نہ کرنے کی وجہ سے دُنیا ہلاک ہو رہی ہے۔ مَیں نے بہت لوگوں کو کہتے سُنا ہے کہ ہم نے بہت دُعائیں کیں اور ان کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا۔ اور اس نتیجہ نے ان کو دہریہ بنا دیا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہر اَمر کے لئے کچھ قواعد اور قوانین ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دُعا کے واسطے قواعد و قوانین مقرر ہیں۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری دُعا قبول نہیں ہوتی، اس کا باعث یہی ہے کہ وہ ان قواعد اور مراتب کا لحاظ نہیں رکھتے جو قبولیتِ دُعا کے واسطے ضروری ہیں....

پس یاد رکھو کہ یہ شیطانی وسوسہ اور دھوکا ہے جو اس پیرایہ میں دیا جاتا ہے کہ دُعا قبول نہیں ہوتی۔ اصل یہی ہے کہ وہ دُعا قبولیت کے آداب اور اسباب سے محض خالی ہے۔ پھر آسمان کے دروازے اس کے لئے نہیں کھلتے۔ سنو! قرآن شریف نے کیا کہا ہے۔ (-) (المائدہ : ۲۸) اللہ تعالیٰ متقیوں کی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ جو لوگ متقی نہیں ہیں، ان کی دُعائیں قبولیت کے لباس سے ننگی ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیّت ان لوگوں کی پرورش میں اپنا کام کر رہی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷۷، ۲۷۸)

خُدا اپنے وعدوں میں سچا ہے

سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں:-

"اگر ہماری کوششوں کا کوئی نتیجہ نہ نکلے تو ہم اپنے متعلق کہیں گے کہ ہم جھوٹے ہیں اور ہم نے وہ شرطیں پوری نہیں کیں جن کے پُورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا تھا ورنہ خدا سچا ہے۔ اگر ہم اس کی بیان کردہ شرائط کو پُورا کریں اور ابتلاؤں کے طوفانوں میں ایمان کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور اپنی جانوں اور مالی قربانیوں کے ذریعہ اخلاص اور فدائیت کا نمونہ پیش کریں تو اللہ تعالیٰ یقیناً ہماری مدد کے لئے آسمان سے اُترے گا اور وہ ہمیں ایک پیارے بچے کی طرح اپنی گود میں اٹھا لے گا۔"

سخی اللہ سے قریب ہے۔
جنت سے قریب ہے۔
لوگوں سے قریب ہے۔
اور آگ سے دور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دکھایا گیا۔ جو بد حالت پہ مرتا ہے اس کو سزا ملتی ہے۔ جو نیک حالت پہ مرتا ہے اس کا نیک انجام ہوتا ہے اس لئے صرف ایک مثال سے آپ سمجھ جائیں گے کہ اگر نیتوں کو یہاں آنے کے بعد بھی درست کر لیا جائے تو پھر کتنی بڑی جدوجہد کا آغاز ہونے والا ہے اور بہت لمبا وقت چاہیئے اور پھر درمیان میں ایک مشکل یہ ہے کہ نیتوں کا پتہ بھی نہیں چلتا کیونکہ اگر ایک نیت کا علم حاصل بھی ہو اور انسان سمجھ لے کہ میں اس معاملے میں ہمیشہ بدنیت رہا کرتا تھا اور میں نے اپنے آپ کو دھوکے میں مبتلا رکھا تھا۔"

(خطبہ فرمودہ ۳۱ اگست ۱۹۹۰ء)

اپنی نیّتوں کو درست کرنے کی جدوجہد کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"اگر کوئی شخص نیک نیتی سے اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہو تو جب اس کو بدی کے نتیجے میں تسکین حاصل ہو چکی ہو اس وقت نیت نہ کرے بلکہ جب بدی غلبہ مار رہی ہو اور جوش دکھا رہی ہو اس وقت نیت کرے اور اس وقت اس پہ غالب آنے کی کوشش کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو دوبارہ اس تنور میں نہیں پڑے گا بار بار تنور سے نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ بدی کو تسکین مل گئی اور بار بار داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب باہر آ گیا تو کچھ دیر کے بعد پھر جوش پیدا ہوا اور پھر انسان اسی گناہ میں مبتلا ہو گیا تو یہ گناہوں میں سے ایک گناہ کی مثال ہے۔ ایسے ہزارہا گناہ ہیں جن میں انسان اسی طرح مبتلا ہوتا ہے اور اسی طرح ان گناہوں کے ساتھ اس کی کشمکش رہتی ہے لیکن کشمکش بھی انہیں لوگوں کی رہتی ہے جن کا نفس لوّامہ زندہ ہو۔ جن کا دل انہیں بار بار کوئے ملامت کرے جائے اور بار بار شرمندگی کا احساس ہو۔ ان کے لئے بھی گناہوں پر غالب آنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ نظارہ ہمیں بتاتا ہے کہ بہت سے بدنصیب ایسے ہیں جو بالآخر ایسی حالت میں مرتے ہیں کہ وہ تنور کے اندر تھے تنور کے باہر نہیں تھے کیونکہ جو تنور کے باہر مرنے والے ہیں ان کا یہ نظارہ نہیں ہے جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ ۔ وفا ۱۳۷۰ ہش ۔ ۱۰ ۔ جولائی ۱۹۹۱ء

کوئی دُعا قبولیت سے محروم نہیں رہتی

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم و کرم سے جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے ہاتھ میں جو سب سے مؤثر ہتھیار اور ساری دولتیں حاصل کرنے کی کنجی پکڑائی گئی ہے، وہ ہر احمدی جانتا ہے کہ دُعا ہے۔ ہر احمدی دُعا کرتا ہے۔ ہر احمدی کو بڑھ چڑھ کر اس چابی کو استعمال کر کے بے شمار رُوحانی خزائن حاصل کرتے رہنا چاہیئے۔

بعض اوقات بظاہر دُعا قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ اور عام آدمی یہی سمجھتا ہے کہ دُعا قبول نہیں ہوئی۔ لیکن مولا کریم کا پیار اور اُس سراپا محبت ہستی کی کشش انسان کو مزید دُعا پر اُکساتی رہتی ہے۔ اور وہ پیار کرنے والا اپنے پیارے بندے کو نوازتا رہتا ہے۔ اس طرح سے دُعاؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب دُعا قبول نہیں ہوتی تو پھر کیا کیا جائے؟ پہلا جواب تو اس کا یہی ہے کہ اور دُعا کرو، پھر دُعا کرو، اور کرتے چلے جاؤ۔ اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بار بار کی مانگی ہوئی دُعا جب قبول نہ ہو تو کیا یہ دُعا بے کار گئی؟ یہ سوال بڑا اہم ہے اور توجہ کا محتاج ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد احسان و کرم ہے کہ وہ ہماری کوئی عبادت ضائع نہیں کرتا۔ اور دُعا کا مرتبہ تو عبادات میں بہت اہم اور نمایاں ہے۔ بلکہ حقیقی عبادت نام ہی دُعا کا ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ کوئی دُعا اللہ کے نزدیک بے کار نہیں جاتی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ دُعا فوری طور پر اُس رنگ میں قبولیت کا جامہ نہ پہن سکے اور وقتی طور پر دل کو پریشانی بھی ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر صابر و شاکر رہنے والے جانتے ہیں کہ وہی دُعا مولا کریم کسی اور رنگ میں کسی اور انداز میں قبول کر لیتا ہے۔ پس مسلسل دُعا مانگنے کے بعد جب دُعا کی قبولیت نہ ہو تو بندہ کو چاہیئے کہ ربّ کی رحمت پر نظر رکھے مولا کریم کوئی اور بگڑا کام اچانک بنا دے گا۔ اور یہ اُس بظاہر نہ قبول ہونے والی دُعا کی حقیقی قبولیت ہوگی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تو فرمایا ہے جو دُعا نہیں بھی کرتے اللہ تعالیٰ اُن کی محنتوں اور کوششوں اور دن رات کی لگن کو دُعا سمجھ کر قبول فرما لیتا ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کو انعام عطا کرتا ہے حضور نے مثال کے طور پر سائنسدانوں کی ایجادات کا ذکر فرمایا ہے۔

تو جو خدا صرف محنت کو دُعا سمجھ کر قبول کر لیتا ہے وہ ہماری دن رات کی تضرّعات کو ناکام کیونکر کرے گا۔ وہ ہماری دُعاؤں کو کسی نہ کسی اور رنگ میں ضرور قبول کرے گا۔ یہ اُس پیارے کی رحمت اور محبت کا ایک انداز ہے۔ اے اللہ ہمیں اپنا پیار عطا کر۔

لازم تو نہیں پینے کو ساغر ہو سبو ہو
رندوں کی عبادت کے لئے رسمِ وضو ہو
ہے طبع بلانوش کو درکار یہی بات
آنکھیں تری مخمور ہوں ساقی مرا تو ہو

ابوالاقبال

رازِ حیات!

وہ توانا آدمی تھا، تندرست آسودہ حال
تیس کا لگتا تھا ویسے عمر تھی اُنچاس سال

وہ گذشتہ رات افکارِ جواں میں کھو گیا
اِک کتابِ نکتہ آرا پڑھتے پڑھتے سو گیا

صُبح کے ہنگام وہ جاگا نہیں سویا رہا
آہ کیسی نیند تھی کس نیند میں کھویا رہا

آج دفتر بند تھا عوّام میں تعطیل تھی
یہ گراں خوابی مگر ناقابلِ تاویل تھی

بے صدا بربط پڑا تھا، موسیقی باقی نہ تھی
پیکرِ فانی میں موجِ زندگی باقی نہ تھی

نرم تکیے پر رکھی تھی اک کتابِ دلنواز
جس کا عنواں تھا "سوا سو سال تک جینے کا راز"

سعید احمد اعجاز

کفالت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچّوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے تین (۳۰۰) صد روپے ماہوار سے سات صد روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں براہِ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔ اگر رقم مقامی جماعت میں ادا کریں تو اس کی اطلاع ذیل کے پتہ پر بھی بھجوا دیں۔

نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضورِ انور نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظامِ جماعت کے ذریعہ حسبِ منشاء رقم جمع کروانا چاہتے ہیں۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار الفضل کا اجراء

سوانح فضل عمر سے ایک اقتباس

تشحیذ اگرچہ جماعت کی علمی ضروریات کو بہت حد تک بڑی عمدگی سے پوری کر رہا تھا۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب نے بجا طور پر یہ ضرورت محسوس کی کہ جب تک سلسلہ کا ایک باقاعدہ اخبار جاری نہ ہو صحیح معنوں میں مرکز اور جماعت کے مابین رابطہ قائم نہیں ہو سکتا چنانچہ اس شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آپ نے جون ۱۹۱۳ میں الفضل کا اجراء فرمایا۔ یہ اخبار آج تک جماعت احمدیہ کا مرکزی روزنامہ چلا آرہا ہے۔

اس بارہ میں "اعلان الفضل" کے عنوان کے تحت آپ نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے اس فلسفے پر روشنی ڈالی کہ بعض چھوٹے چھوٹے امور کس طرح بڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ایک چھوٹے سے بیج سے کس طرح بڑے بڑے عظیم القامت درخت بن جاتے ہیں۔ فرمایا یہی مثال روحانی سلسلوں کی ہے۔ گزشتہ الٰہی سلسلوں کی طرح جماعت احمدیہ کی ضروریات بھی بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ پھر فرمایا" اسلئے بموجب ارشاد حضرت امام جماعت (الاول) توکلاً علی اللہ اس اخبار کو شائع کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ہمارا کام کوشش ہے۔ برکت اور اتمام خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن چونکہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اسلئے اسکی مدد کا یقین ہے۔ بے شک ہماری جماعت غریب ہے لیکن ہمارا خدا غریب نہیں ہے۔ اور اس نے ہمیں غریب دل نہیں دیئے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف پوری توجہ کریگی اور اپنی بے نظیر ہمت اور استقلال سے کام لے کر جو وہ اب تک ہر ایک کام میں دکھاتی رہی ہے اس کام کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریگی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تحریر کو صرف ارادوں اور خواہشوں تک ہی نہ رہنے دے اور سلسلے کی ضروریات پورا کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائے۔

(بدر قادیان ۵ جون ۱۹۱۳
ص۱۷ تا ص۲۰)

ان علمی خدمات کے پیچھے قربانی اور ایثار، شوق اور جذبہ کے جو جذبات کار فرما تھے انکا کچھ اندازہ ان ذاتی قربانیوں سے ہو سکتا ہے جو آپ نے اور آپ کے (اہل خاندان) نے ان اخبارات و رسائل کے سلسلے میں پیش کیں۔ اس ضمن میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی بعض بعد کی تحریرات کے چند اقتباس ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہونگے۔

"مجھے اس وقت ساٹھ روپے ملتے تھے جن میں سے دس روپے ماہوار تو تشحیذ پر خرچ کرتا تھا۔ دو بچے تھے بیوی تھی اور گو کوئی خاص ضرورت تو نہ تھی مگر خاندانی طور طریق کے مطابق ایک کھانا پکانے والی اور ایک خادمہ بچوں کے رکھنے اور اوپر کے کام میں مدد دینے کیلئے میری بیوی نے رکھی ہوئی تھی۔ سفر اور بیماری وغیرہ کے اخراجات بھی اس میں سے تھے پھر مجھے کتابوں کا شوق بچپن سے ہے۔ چنانچہ اس گزارہ سے اپنی علمی ترقی کے لئے اور مطالعہ کیلئے کتابیں بھی خریدتا رہتا تھا اور کافی ذخیرہ میں نے جمع کر لیا تھا۔"

(الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

"بدر" اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا۔ الحکم اول تو ٹمٹماتے چراغ کی طرح کبھی کبھار نکلتا تھا اور جب نکلتا بھی تھا تو اپنے جلال کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اس وقت بہت نازک ہو چکی تھیں بہت گراں گزرتا تھا۔ ریویو ایک بالا ہستی تھی جسکا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں بے مال و زر تھا جان حاضر تھی۔ مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا۔ اسوقت سلسلے کو ایک اخبار کی ضرورت تھی۔ جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے انکی سستی کو جھاڑے انکی محبت کو ابھارے انکی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اسکی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش نہ وہ ممکن تھی۔ نہ یہ۔ آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت ہوئی خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں (تحریک) پیدا کی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنوئیں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جسکا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شائد سب سے زیادہ مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں انکو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔ ان میں سے ایک تو انکے اپنے کڑے تھے اور دوسرے انکے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔"

"یہ زیور حضرت صاحبزادہ صاحب نے خود لاہور جاکر پونے پانچ سو روپیہ میں فروخت کئے۔ یہ تھا الفضل کا ابتدائی سرمایہ یہ جیسی قیمتی امداد تھی اسکا اندازہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔

"اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا۔ بلکہ ساری جماعت کی زندگی کیلئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا۔ اور میرے لئے خدمت کا کون سا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روز بروز بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جا سکتا"

(الفضل ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹)

آخر پر ہم حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے کے ایک اقتباس پر اس باب کو بند کرتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے جماعت احمدیہ کے بزرگان اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خدام میں ایک بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ اپنی نیکی، تقوٰی بے نفسی اور سادگی میں ساری جماعت میں معروف و مشہور ہیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپکو صدر انجمن احمدیہ کا ممبر بھی مقرر فرمایا تھا۔ آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایک عرصہ تک مدرس کے فرائض انجام دیتے رہے اور حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کے استاد بھی رہے آپ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی علمی کاوشوں کو جیسا پایا وہ مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔

"ان پاک جذبات میں سے جنہوں نے ابتداء سے آپ کے اندر نشوونما پائی ایک جذبہ (دعوت الی اللہ) تھا اور ساتھ ہی اسکے یہ امنگ کہ نہ صرف خود اس کام میں حصہ لیں بلکہ دوسروں کو بھی اس خدمت کے لئے تیار کریں۔ جس طرح ایک گری ہوئی قوم کو ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچانے کے لئے جس طرح ایک ملک کے خیر خواہ اور قوم کے بہی خواہ لیڈر میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ اپنی گری ہوئی قوم کو ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچانے کیلئے اور اپنے دشمنوں سے گھرے ہوئے ملک کو حملہ آوروں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کیلئے اور اپنے ہاتھ سے نکلے ہوئے علاقہ کو دوبارہ فتح کرنے کے لئے اور دنیا میں اپنی قوم کی حکومت کو مستحکم اور مضبوط کرنے کے لئے ایک فوج تیار کرے اور اس فوج میں اپنی قوم کے نوجوانوں کو بھرتی ہونے کے لئے تحریک کرے۔ اور بھرتی ہونے والوں کو قواعد جنگ کی تعلیم دے اور ان کو ضروری اسلحہ سے مسلح کرے۔ یہی جذبہ لڑکپن کے زمانے میں آپ کے سینے میں موجزن تھا۔ چنانچہ آپ نے اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانہ میں ہی حضور سے اجازت حاصل کر کے ایک رسالہ جاری کیا جسکا نام حضور نے آپ کے دلی خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے اور ان اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے جن کے ماتحت آپ نے اس رسالہ کے اجراء کا ارادہ فرمایا تھا۔ تشحیذ الاذہان رکھا۔ یعنی ایسا رسالہ جس میں مضمون نویسی کی مشق کر کے سلسلہ کے نوجوان اپنی علمی طاقتوں اور اپنے ذہنوں کو تیز کریں گے۔ اور آپ نے اس رسالے کے متعلق ایک انجمن قائم کی جسکے سپرد اس رسالے کا انتظام اور اسکی ترقی کے لئے کوشش کرنا اور نوجوانوں میں مضمون نویسی اور علمی ترقی کی رغبت پیدا کرنا تھا۔ اور آپ ہر ایک ذریعہ سے کوشش کرتے تھے۔ کہ کثرت سے لوگ اس تحریک میں شریک ہوں۔

رسالہ کے علاوہ آپ نے انجمن تشحیذ الاذہان کے زیر اہتمام ایک مجلس بھی قائم کی جسکا نام مجلس ارشاد تھا اور اس سے آپکی غرض یہ تھی کہ دعوت الی اللہ کی فوج میں بھرتی ہونے والے نوجوان دین حق کے لئے اس دوسرے ہتھیار کو بھی چلانے میں بھی مشتاق ہوں جس کا نام تقریر ہے۔ یعنی وہ تحریر اور تقریر دونوں ہتھیاروں سے حفاظت دین حق اور اشاعت دین حق کی لڑائیاں لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ پھر چونکہ آپکی خواہشات کی جولانگاہ صرف ہندوستان نہ تھا بلکہ آپ تمام دنیا کو دین حق کیلئے فتح کرنا چاہتے تھے۔ اور آپکی اسکی نوجوانی

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات ، واقعات ، شخصیات ____ نون ۔ سین

بش انتظامیہ پر تنقید

انگلستان سے شائع ہونے والے روزنامہ انڈی پنڈنٹ میں ایڈورڈ ڈیوکس واشنگٹن کی ایک رپورٹ کے مطابق بش انتظامیہ پر خاصی تنقید کی جارہی ہے۔ ناقدین کا کہنا ہے کہ خلیج کی جنگ میں بش انتظامیہ نے عراق میں حزب مخالف سے رابطہ نہ کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ چاہیئے یہ تھا کہ وہ سارے حالات کا جائزہ لے کر عراق میں ایسے لوگوں سے جو حکومت سے بددل تھے عوام الناس یا فوجی افسران سے رابطہ کیا جاتا اور حکومت میں نفوذ کی کوشش کی جاتی یا بعد میں مہاجرین کے سلسلے میں کوئی پالیسی بنائی جاسکتی۔ ان ناقدین کا کہنا ہے کہ بش انتظامیہ کو چاہیئے کہ کردوں کے حفاظتی علاقوں کو مزید وسعت دے اور اپنا دباؤ اس وقت تک جاری رکھے جب تک کہ صدام حسین اقتدار سے الگ نہیں ہو جاتے بلکہ اس کے بعد بھی اپنا دباؤ جاری رکھے۔ امریکہ کے ایک بہت معروف صحافی نے جس کا نام باب وڈ ورڈ ہے اور جن کا واشنگٹن پوسٹ سے تعلق ہے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ وہاں پر اتحاد اور فیصلہ کرنے کی طاقت مفقود ہے۔ یعنی بش انتظامیہ میں۔ اور اس سارے عرصے میں انہوں نے بے ربط باتیں کی ہیں۔ خلیج کی جنگ کے دوران ان سے اس بات کا اظہار نہیں ہو سکا کہ وہ متحد ہو کر سوچتے اس کتاب کے مطابق ڈیفنس انٹیلیجنس ایجنسی نے صاف طور پر یہ بتا دیا تھا کہ عراق کویت پر دو دن کے اندر اندر حملہ کرنے والا ہے۔ حملے کے چند ہی گھنٹے بعد پھر اطلاع ملی تھی کہ جس کی بنا پر جنرل کولن پاول نے ڈیفنس سیکرٹری ڈک چینی سے کہا تھا کہ بش انتظامیہ کو متنبہ کر دیا جائے اور وہ خفیہ طور پر صدام حسین کو متنبہ کر دے کہ وہ اس کارروائی سے گریز کرے۔ لیکن ڈک چینی نے یہ سمجھا کہ عراق اس پوزیشن میں نہیں ہے وہ صرف اپنے آپ کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر پیش کر رہا ہے۔ یہ بات بھی درست ہے بلکہ دلچسپ ہے کہ جنرل پاول جن کی حمایت سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر نے بھی کی تھی کا خیال تھا کہ جنگ شروع کرنے کی نسبت زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ عراق کو اسکی اپنی حدود میں رکھا جائے۔ مسٹر چینی اور نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر سے مشورے کے بعد وہ بش سے بھی ملے کہ اسکا متبادل دو سال میں حاصل ہو سکے گا۔ لیکن کامیاب ضرور ہوگا پریذیڈنٹ بش کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سیاسی طور پر اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے وقت نہیں ہے۔ تنقید کرنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بش انتظامیہ نے کردوں اور شیعہ رہنماؤں کی بات نہ سن کر بھی غلطی کی ہے بش انتظامیہ کو ترکی اور سعودی عربیہ کا خیال تھا کہ اگر کردوں اور شیعہ کی بات سنی گئی تو شاید یہ دونوں ناراض ہو جائیں گے۔

ایک اور بات جو بش انتظامیہ کے لئے ایک طوفان کی حیثیت رکھتی ہے یہ ہے کہ اب یہ کہا جانے لگا ہے کہ ریگن نے ایران کے ساتھ یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ الیکشن کے دوران امریکی یرغمالیوں کو رہا نہ کیا جائے۔ اس وقت کے ایرانی صدر ابوالحسن بنی صدر واشنگٹن میں اب پہنچنے والے تھے تاکہ وہ اپنے ملکی حالات کے متعلق اپنی کتاب شائع کر سکیں جس میں ریگن والی بات بھی شامل ہے۔ پہلے تو ابوالحسن صدر کو امریکہ داخلے کی اجازت نہیں دی جارہی تھی۔ لیکن بعد میں کسی نہ کسی طرح امریکہ کی پالیسی بدل گئی اور انہیں امریکہ میں داخلے کی اجازت دے دی گئی۔

سلووینیا کی آزادی

یوگوسلاویہ میں سلووینیا نے آزادی کا اعلان کر دیا ہے اور یوگوسلاویہ اور سلووینیا ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ سلووینیا اس بات کے لئے تو تیار ہے کہ وہ اپنی آزادی کو مرحلہ وار حاصل کرے لیکن اس بات سے کلی طور پر انکاری ہے کہ وہ یوگوسلاویہ کے ساتھ منسلک رہے اور آزادی کا خیال چھوڑ دے۔ یوگوسلاویہ نے بھی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلووینیا کو دبانے کی کوشش تو کی ہے۔ لیکن پوری طرح اور ہر جگہ کامیابی نہیں ہوئی۔ بعض جگہوں پر کامیابی ہوئی ہے تو وہ صرف برائے نام ہے۔ کیونکہ سلووینیا کے لوگ اور حکومت کے افسران اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ وہ اپنی آزادی کے اعلان کو کلی طور پر واپس لینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ سلووینیا میں یوگوسلاویہ کا واحد اٹامک پاور پلانٹ ہے اور اب اسے یہ خطرہ ہے کہ دشمن اسے اڑا دے گا۔ چنانچہ سلووینیا نے اس پاور پلانٹ کو فی الحال بند کر دیا ہے۔ سلووینیا کی ملٹری نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے گذشتہ جمعہ کے روز وفاقی یوگوسلاویہ کی فوجوں سے وہ علاقہ واپس لے لیا جو سرحد کے قریب تھا اور جو یوگوسلاویہ نے سلووینیا سے چھین لیا تھا۔ اس لڑائی کے دوران جو نوا گورشیا کے قریب ہوئی۔ (نوا گورشیا اٹلی کی سرحد پر واقع ہے) سلووینیا نے یوگوسلاویہ کے فوج کے دستوں سے اسلحہ چھین لیا اور انہیں حراست میں لے لیا۔ اس سے قبل بلغراد میں وزارت دفاع نے کہا تھا کہ تمام سرحدیں بند کر دی گئی ہیں اور ان پر قبضہ یوگوسلاویہ کا ہے اور اس طرح وفاقی فوج نے سلووینیا میں اپنے مقاصد حاصل کر لئے ہیں اور مزید لڑائی کرنے کی ضرورت نہیں بلغراد میں یوگوسلاویہ کے حکام نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ سلووینیا کے ساتھ قیام امن کی کوششیں کامیاب رہی ہیں لیکن اس کے باوجود سلووینیا میں فوج کی نقل و حرکت دیکھی گئی اور بعض فوجیوں کا آپس میں جھگڑا بھی ہوا۔ اطلاعات مل رہی ہیں۔

آزادی انسان کو اتنی پیاری ہے کہ ایک دفعہ اس کے ذہن میں یہ خیال آجائے کہ اس پر کسی اور کا دباؤ ہے اور اسے اس دباؤ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے۔ تو وہ باقی ہر بات کو بھول کر اپنی آزادی کی کوشش شروع کر دیتا ہے اور وہ اس کوشش کو اس وقت تک جاری رکھتا ہے جب تک کہ یا آزادی حاصل کرے یا اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے سلووینیا نے بھی جو آزادی کا خواب دیکھا ہے اب وہ تشنۂ تعبیر نہیں رہ سکے گا۔ اگرچہ یوگوسلاویہ کی کوشش یہی ہے کہ سلووینیا اپنے اس اعلان کو واپس لے لے۔ اور ہو سکتا ہے کہ کچھ عرصے کے لئے یہ اعلان واپس بھی لے لیا جائے لیکن آزادی کی رو جو وہاں چل پڑی ہے اسے کسی صورت بھی دبایا نہیں جاسکے گا۔

ایک مشنری سے انٹرویو

"فوکس" کے فروری ۹۱ء کے شمارہ میں ایک عیسائی مبلغ کے ساتھ انٹرویو کی رپورٹ شائع کی گئی ہے۔ مدیر صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مشنری گیارہ سال تک ہندوستان کے مسلمانوں میں تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اور اب ان کا یہ انٹرویو پلس (PULSE) میں شائع ہوا ہے۔ جسے ہم اسی طرح جیسے وہ لکھتے ہیں شائع کر رہے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ افغان مہاجرین کی کیا کیفیت ہے۔ جواباً انہوں نے کہا کہ اب چالیس لاکھ کے قریب افغان مہاجرین پاکستان میں ہیں اور پندرہ لاکھ کے قریب ایران میں مہاجرین کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے کیونکہ جنگ کے علاقوں سے لوگ بھاگ کر اپنے ملک سے باہر رہائش پذیر ہو رہے ہیں اور تعداد یوں بھی بڑھ رہی ہے کہ وہاں ان کے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی ان میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ یہ مہاجرین اپنے ملک واپس جانا نہیں چاہتے ہر سال تقریباً ۲۰ ہزار افغانی معذور ہو جاتے ہیں اور ان کی معذوری کی وجہ روسیوں کی پیچھے چھوڑی ہوئی سرنگیں (MINES) ہیں۔ اور جب کہ ملک میں جنگ جاری ہے۔ ان کے واپس جانے کے لئے کوئی ایسی بات نہیں جو انہیں مائل کر سکے۔

پھر ان سے پوچھا گیا کہ جو لوگ ابھی تک افغانستان میں رہائش پذیر ہیں ان کا کیا حال ہے۔ تو انہوں نے جواب میں کہا وہ انتہائی مشکلات میں ہیں۔ اور خطرے کی زندگی بسر کر رہے ہیں خاص طور پر وہ لوگ جو کابل میں رہائش پذیر ہیں۔ مارچ سے نومبر تک شہر کو مستقل طور پر بمبارڈمنٹ کا سامنا تھا۔ تقریباً ہر روز ۵۰ یا اس سے بھی زیادہ افراد راکٹوں کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے تھے۔ جیسا کہ ظاہر ہے یہ ہلاک ہونے والے شہروں کے باشندے تھے۔ بہت سے لوگ غریب ہیں جنہیں زیادہ سے زیادہ ۱۵ ڈالر ماہوار تنخواہ ملتی ہے اور اسکے ساتھ کچھ کوپن بھی اور یہ رقم ان کی خوراک کے لئے بھی کافی نہیں اور خوراک کی قیمتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ شہر کے لوگ اس خوراک کی طرف زیادہ تر دیکھتے ہیں جو روس سے آتی ہے۔ خاص طور پر موسم سرما میں لوگ خوف میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ افغان میں بھی ایک ایسی تنظیم ہے جو کے جی بی کی طرح کی ہے۔ اور پراپیگنڈہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ لوگوں کو زیادہ تر اپنے ایمان کا خیال آتا ہے۔ اور وہ سوال پوچھتے ہیں۔ عیسائی لوگ انجیل پیش کرتے ہیں۔ لیکن ایک مغربی شخص جو حال ہی میں کابل سے واپس پہنچا ہے نے بتایا ہے کہ ایک قانون ابھی سے لاگو کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق کوئی شخص عیسائی نہیں ہو سکتا۔ یا اسلام چھوڑ کر کسی بھی اور مذہب میں نہیں جاسکتا۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبداللہ ناصر بوائٹنگ - غانا

امنِ عالم کی تلاش

عبداللہ ناصر بوائٹنگ غانا کے باشندہ ہیں۔ لندن سے چھپنے والے ریویو آف ریلیجنز میں "امن عالم کی تلاش" کے عنوان سے کہتے ہیں کہ تاریخ کے آغاز ہی سے انسان نے امن عامہ کو ایک نہایت بابرکت بات اور جنگ کو ایک تکلیف دہ چیز مانا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ انسانوں نے ہمیشہ ایسی سکیمیں تیار کرنے کی کوشش کی ہے جن سے امن قائم ہو اور اسے استحکام حاصل ہو اور یا یہ ساری دنیا تک ممتد ہو۔ لیکن ابھی تک انسان اس خواب کو شرمندۂ تعبیر نہیں کر سکا۔ اب یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ امن کے مسئلے کے حل میں انسان مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا اسلام کے پاس اس مسئلے کا کوئی حل ہے اور کیا اسلام ساری دنیا کو امن مہیا کر سکتا ہے۔ ہم اس بات کا جواب دینے سے پہلے یہ کہنا چاہیں گے کہ اسلام ہے کیا۔ مسٹر بوائٹنگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والے مذاہب میں سے اسلام سب سے آخری مذہب ہے۔ اس سے پہلے جتنے مذاہب تھے۔ ان کی ہر اچھی بات کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ ایک بات جو بہت زیادہ واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان لایا جائے (آیت ۱۳۷ : ۲) اس کے بعد اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ سچا مذہب دنیا میں خدا کے نزدیک اسلام ہی ہے (۲۰ : ۳) اسلام کے معنے ہیں اپنے آپ کو دوسرے کے سپرد کر دینا اور مسلمان کا یہ کام ہے کہ وہ خدا اور انسان کے ساتھ امن قائم کرے اور جب انسان اپنے آپ کو پوری طرح خدا کے سپرد کر دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ امن قائم کرنے والا بن جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان ہر قسم کی برائی یا دوسرے کو تکلیف دینے سے رک جاتا ہے اور اس کے بالمقابل دوسروں سے نیکی اور بھلائی کرتا ہے۔ تو یہ مسلمان کا خاصہ کہلاتا ہے قرآن مجید میں اس بات کی طرف اشارہ (۱۱۳ : ۲) میں کیا گیا ہے۔ مسٹر بوائٹنگ کہتے ہیں کہ اسلام کا نام ہی اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ یہ یقینی طور پر امن کا مذہب ہے اس کے دو عقائد خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اخوت انسانیت مثبت ثبوت ہیں اس بات کا کہ اسے یہ نام کیوں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کو امن کا منبع اور حفاظت عطا کرنے والا کہا گیا ہے (۲۴ : ۵۹) اس لئے امن کا قیام اور اس کا استحکام ہر مسلمان کا فرض قرار پاتا ہے۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ اس زمانے میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے انسان کو یہ صلاحیت عطا کر دی ہے کہ وہ اس زمین کو تہ و بالا کر دے اگر انسان اس آفت سے بچنا چاہتا ہے تو اس لئے صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو اپنائے۔ جن کا نظریہ ایک عالمگیر اور ہمیشہ قائم رہنے والے امن کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ مذہب عقل و دانش اور منطق پر مبنی ہے نہ کہ صرف اندھا دھند مانے جانے والے عقائد پر، اسی لئے اس کی اخلاقی طور پر بہت ضرورت ہے۔ اسلام نے ہر اس عمل کو مسترد کیا ہے جو لوگوں کے امن و امان پر ڈاکہ ڈالے۔ اس سلسلے میں (۱۲ : ۲) اور (۱۰۶، ۱۰۵ : ۲) آیات دیکھی جا سکتی ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ مذہب قیام امن کو کتنی اہمیت دیتا ہے اور ایسے حالات اور واقعات کی کتنی مذمت کرتا ہے جن سے گھریلو، قومی یا بین المملکتی امن کو نقصان پہنچے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس مذہب کی ساری باتیں عالمی طور پر عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔ اور یہی ایک بات یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے رحمت کا باعث تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی (۱۰۸ : ۲۱) اور (۲۴ : ۳۹) میں ذکر کیا گیا ہے۔

بوائٹنگ صاحب کہتے ہیں کہ آئیے اب ہم یہ دیکھیں کہ وہ کون سے عناصر ہیں جو دنیا میں امن کی تباہی کا باعث بنتے ہیں اور اس مذہب نے کیا علاج پیش کیا ہے۔ سب سے پہلے ہم قومیت اور نسلی امتیاز کی پالیسی پر گفتگو کریں گے۔ اس کے بعد استحصال وغیرہ۔ اور استحصال میں قومی منافقت اور بین الاقوامی تعلقات اور معاہدے آئیں گے۔ جہاں تک سیاسی اکائی کا سوال ہے دنیا میں ہر سٹیٹ الگ ایک سیاسی اکائی ہے اور یہ بات واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ اس سٹیٹ یعنی ریاست کی کس طرح تعریف کی جائے اور دوسری ریاستوں کے ساتھ اس کے تعلقات کیا ہونے چاہئیں۔

قومیت چاہے کچھ ہی ہو۔ ایک ایسی چیز سامنے ابھرتی ہے جس کے لئے لوگوں نے اپنی جانیں دی ہیں اور اپنی قوم کی بہتری کے لئے دوسری قوموں کو فتح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہونا تو اسے بابرکت بات چاہئے تھا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح یہ لعنت بن گئی ہے۔ یہ مذہب نہ تو قومیت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ نہ نسل پرستی کی۔ اور نظام عالم کے لئے نیکی اور تقویٰ اور انصاف کو بنیاد قرار دیتا ہے۔ ساری دنیا کو ایک خاندان سمجھتے ہوئے قبیلوں قوموں اور نسلوں کی تقسیم کو ایک دوسرے کو بہتر جاننے؛ پہچاننے سمجھنے کا ذریعہ قرار دیتا ہے اور یہ جان پہچان اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی خوبیوں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ یہ کہنا کہ کوئی قوم دوسری قوم سے بہتر ہے۔ یا کوئی نسل اپنے آپ کو دوسری قوموں سے بالاتر سمجھے بیوقوفی کی علامت ہے اس سلسلے میں قرآن مجید کی آیت (۱۴ : ۴۹) اور (۱۲ : ۴۹) دیکھئے۔ ہر وہ قوم یا ملک جو اس تعلیم کے خلاف عمل کرے گا اور اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر اور برتر سمجھے گا۔ وہ ایک رنگ میں جنگ کو دعوت دے رہا ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلی جنگ عظیم کا بنیادی باعث یہی تھا کہ ہٹلر نے اپنی قوم کو دوسری قوموں سے بہتر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو ان پر مسلط کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہٹلر کے مطابق جرمن قوم ایک اعلیٰ آریائی نسل سے تعلق رکھتی تھی جس کی برتری کا قائم کرنا اس کا منتہائے نظر تھا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس طرح کی کوئی آریائی نسل کا تاریخ سے پتہ نہیں چلتا جو دوسری قوموں اور نسلوں سے بہتر قرار دی جا سکے۔

اب ہم استحصال کی طرف آتے ہیں جہاں تک اقتصادی استحصال کا تعلق ہے وہ ہمیشہ بڑی قومیں چھوٹی قوموں سے کرتی ہیں۔ یہ مذہب اس قسم کی استحصال قوتوں کو مسترد کرتا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ وسائل کو باہمی تقسیم کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔ اگر ایسا ہو سکے تو امن کو تباہ کرنے والی بات یکسر ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی کی طرف (۱۳۲ : ۲۰) اور (۱۴ : ۴۹) میں اشارہ کرتے ہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ جنگ کا اصل باعث حرص ہوتی ہے اور جب تک کچھ ممالک دوسرے ممالک کا استحصال کرنے پر تلے رہیں گے دنیا میں کسی صورت میں بھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ لیگ آف نیشنز بھی اسی لئے ناکام ہوئی یہ لیگ پہلی جنگ عظیم کے بعد قائم کی گئی تھی اور اس وقت تصور یہ تھا کہ اس کے ذریعہ تمام جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن ہوا یہ کہ اس کے تمام اراکین ادھر ادھر سے چھینا جھپٹی کر کے اپنے لئے مزید وسائل مہیا کرنا چاہتے تھے۔ اٹلی نے ایبے سینیا کے ساتھ زیادتی کی۔ اور جاپان نے چین کا بہت سا حصہ ہتھیا لیا یہ سب کچھ ہوتے دیکھنے کے باوجود بڑی طاقتیں کچھ نہ کر سکیں۔ جس کے نتیجہ کے طور پر لیگ آف نیشنز کا بھٹہ بیٹھ گیا۔ اس سلسلہ میں خدائی تعلیم کے لئے دیکھیں (۳۰، ۴ : ۶۱) اور (۶۰ : ۹)۔ یہ بھی ایک لازمی امر ہے کہ اگر کسی خبر سے دنیا کا امن تباہ ہونے کا امکان ہو تو ایسی خبروں کو پھیلایا نہ جائے تاکہ دور دراز رہنے والے لوگوں کے جذبات بھی بھڑک نہ اٹھیں قرآن مجید نے اس بات کی طرف (۸۴ : ۴) میں اشارہ کیا ہے۔ اس زمانہ میں سماجی مسائل میں سے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کلاس سٹرگل جاری ہے اور اس کی اصل بنیاد غربت ہے۔ اسلام نے اس مسئلہ کو پہلے ہی سے بھانپ لیا تھا اور اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ معاشرہ کی بہبود کے لئے کوشش کی جانی چاہئے اور اسی امر کے لئے ایک ایسا سسٹم جاری کیا گیا۔ جس سے دولت چند ہاتھوں میں جمع نہیں ہو سکتی۔ غریبوں اور امیروں کے درمیان رابطہ قائم کیا گیا اور امیروں سے کہا گیا کہ وہ اپنی دولت کا ایک حصہ غریبوں کو دیں اور ان پر خرچ کریں۔ ایک خاص ادارے کے طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی مساکین کی مدد کے ذریعہ۔ سود کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔ لیکن تجارت اور سرمایہ کاری کو جائز رکھا گیا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی ساری باتیں ایسے قوانین سے تعلق رکھتی ہیں۔ جنہیں ترقی یافتہ کہا جا سکتا ہے اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الہامی طور پر نازل ہوئے تھے۔ قرآن کریم نے اس بات کا ذکر (۳۲ : ۵) میں کیا ہے۔

مسٹر بوائٹنگ کہتے ہیں کہ میں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ تشدد آمیز قومیت اور نسل پرستی کو یہ مذہب بنیادی طور پر مسترد کر دیتا ہے۔ اور ساری انسانیت کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے۔ جس میں نہ نسل کا امتیاز ہے نہ رنگ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ بات کسی شخص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو معلوم نہیں تھی کہ ساری دنیا کے آپس میں معاہدے ہو سکتے ہیں آخر اس وقت فاصلے بہت زیادہ تھے اور لوگ ایک دوسرے سے الگ تھلگ تھے۔ جب قومیں یا قبیلے ایک دوسرے سے لڑتی تھیں تو صحت مند مردوں کا قتل عام ہوتا تھا اور معصوم لوگوں کو غلام بنا لیا جاتا تھا اور لوٹ مار کر کے انہیں ختم کر دیا جاتا تھا۔ اس وقت اس بات کا کوئی تصور نہیں تھا کہ معاہدوں کے ذریعے ان باتوں کو سلجھایا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس مذہب نے آغاز ہی سے امن کی تلقین کی اور آزادی ضمیر عطا کی اور یہ چاہا کہ انسانی بہبود کے کام ہونے چاہئیں۔ اس لئے ریاستوں کے سلسلہ میں بھی معاہدوں کی پابندی کا قانون بن گیا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ان معاہدوں کے ذریعے استحصال انہیں ہونا چاہیئے نہ ہی ایک دوسرے سے معاہدہ کر کے کسی اور سے جنگ کی بنا ڈالنی چاہیئے اس کے لئے دیکھیں (۹۳-۹۲ : ۱۶) (۳۵ : ۱۷) (۲ : ۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں نے معاہدات کی پوری طرح پابندی کی۔ اس کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ عالمی امن کو قائم کرنے کے لئے قرآن مجید کی آیت (۱۰ : ۹۴) دیکھئے اس میں صاف طور پہ کہا گیا ہے کہ اسلامی تعلیمات عالم گیر ہیں اور اس میں انسانی عالمی سچائیاں پیش کی گئی ہیں۔ انہیں مذہب اور قومیت کا لحاظ رکھے بغیر ساری دنیا کی بہبود کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ جونہی دو قوموں یا ملکوں کے درمیان نا اتفاقی کا عنصر نظر آئے۔ بجائے اس کے کہ دوسری ریاستیں ان کا ساتھ دینے لگیں یعنی کوئی اس طرف اور کوئی اس طرف ان سب کو مل کر یہ سوچنا چاہیئے کہ سچ پر کون ہے اور جھوٹ پر کون اور جو سچ پر ہو اس کی طرف داری کر کے حالات کو سدھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر فریقین اس بات پر راضی ہو جائیں تو ایسا جھگڑا نہایت آسانی سے طے کیا جا سکتا ہے۔

مسٹر بولٹنگ کے مطابق اسلام یہ سکھاتا ہے کہ عالمی امن کو کامیابی کے ساتھ قائم کرنے اور اسے مستحکم بنانے کے لئے جو عالمی تنظیم قائم کی جائے اس میں ایسے نمائندوں کو نامزد کیا جانا چاہیئے جو حق پرست ہوں اور بلا لومتہ لائم فیصلے دے سکیں اگر وہ اپنے ہی ملک کی خدمت کرنا چاہیں تو ان میں یہ جرأت ہونی چاہیئے کہ وہ ایسا کر سکیں۔ ایسی تنظیم کے اراکین کو یہ خطرہ نہیں ہونا چاہیئے کہ بعض ممالک جو زیادہ بہتر پوزیشن میں ہیں جب چاہیں انہیں رکنیت سے فارغ کر سکیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے کہ وہ شخص جو زیادتی میں اپنے قبیلے کی طرفداری کرتا ہے۔ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جو کسی پر ظلم کرنے کے لئے دوسروں کو اپنی مدد کے لئے بلاتا ہے۔ تشدد اور دوسروں کو بیجا طور پہ اپنی ماتحتی میں رکھنے کی ہمیشہ مذمت کی جانی چاہیئے۔ قرآن کریم اس سلسلہ میں اپنی تعلیم (۳ : ۱۰۵) میں دیتا ہے۔ مسٹر بولٹنگ کہتے ہیں کہ میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اس نے اخلاقی اور روحانی اقدار پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ کیونکہ امن کا مسئلہ صحیح طریق کار اور عالمی معاملات سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی اور روحانی اقدار کو فروغ دیا جائے۔ پہلے انفرادی طور پر اور پھر ان سے آگے بڑھ کر قومی طور پر یہ اصول آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے دنیا کے سامنے پیش کئے گئے تھے اور آئندہ آہستہ آہستہ ان کی پذیرائی بڑھتی چلی جائے گی۔ خاص طور پر ان لوگوں میں جو اچھے ارادے کے مالک ہیں اور اچھی باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے آخیر پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی ہے کہ وہ سارے جہانوں کا مالک ہے۔

پاکستان میں کوئی سماجی خدمت نہیں ہو سکتی: ایدھی

تشدد اور مار پیٹ کے پیش نظر ایدھی سنٹر کے ورکروں نے کام چھوڑنے کی دھمکی دے دی

مشہور سماجی کارکن مولانا عبدالستار ایدھی نے کہا ہے کہ ایدھی ایمبولینسوں پر حملے اور قربانی کی کھالوں کا لوٹے جانا بتاتا ہے کہ پاکستان میں انسانی بنیادوں پر خدمت خلق کی کوئی گنجائش موجود نہیں۔ ایک اخباری بیان میں مولانا نے کہا کہ ان کو کسی غیر مسلم ملک میں جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ وہاں جا کر دکھی اور بیمار انسانیت کی خدمت نئے سرے سے کر سکیں۔ مولانا کا یہ خیال ہے کہ انتشار پسندوں سے ان کی یہ اپیل کہ وہ ایدھی ایمبولینسوں پر حملے بند کر دیں بے کار ثابت ہوئی ہے۔ مولانا ایدھی نے ایک ایمبولینس پر تازہ حملے کے واقعہ کا ذکر کیا۔

(ڈان کراچی۔ ۲۸ر جون ۱۹۹۱ء)

ایدھی ویلفیئر سنٹر ملک بھر میں اپنی فلاحی سرگرمیاں ختم کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ ایدھی ورکرز کے خلاف تشدد کی کارروائیاں اور دھمکیاں ہیں جو بدستور دی جا رہی ہیں۔ ایدھی سنٹر کے ورکروں اور مینیجروں نے مولانا عبدالستار ایدھی کو پانچ دن کا ایک نوٹس دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایدھی ورکروں کو لوٹنے، مارنے پیٹنے اور تشدد کے واقعات صوبے کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ہو رہے ہیں اس لئے ان کو نوکریوں سے فارغ کر دیا جائے۔

عبدالستار ایدھی نے بی بی سی کو جو انٹرویو دیا تھا اس کے بعد دھمکیوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس انٹرویو میں انہوں نے بھارت چلے جانے کا عندیہ ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ پاکستان میں انسانی سطح پر خدمت خلق کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔

ایدھی سنٹر کے افسران، سٹاف ممبران اور ڈرائیوروں نے ایک تحریری بیان میں کہا ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کے لئے دن رات کوشاں رہتے ہیں لیکن ان کی خدمت کا اعتراف کرنے کی بجائے دہشت گردوں نے ان کی زندگی تلخ کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو ان سماجی خدمات کو ختم کرنے کے لئے دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ اگر انہوں نے اپنا کام ختم نہ کیا تو ان کے مراکز کو تباہ کر دیا جائے گا۔ مولانا عبدالستار نے جنہیں خود بھی ایسی ہی دھمکیوں کا سامنا ہے، اپنے کارکنوں سے صبر و تحمل سے کام لینے کی اپیل کی ہے۔

(ڈان ۲۸ر جون ۱۹۹۱ء)

بقیہ: صـ ۴ سے آگے

اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ افغانستان کا ایک دفعہ پھر مذہب اسلام ہی ہے۔ عیسائی اس قانون سے ڈرتے ہیں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اسکی آڑ میں ان پر مزید تشدد کیا جائے۔

پھر ان سے پوچھا گیا۔ افغانی لوگ انجیل کے متعلق کیسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ تو مشنری موصوف نے جواباً کہا کہ کچھ افغانی خدا تعالیٰ کے متعلق معلوم کرنا چاہتے ہیں اکثر افغانی مسلمان ہیں اور اپنے سماجی اور ثقافتی دباؤ کی وجہ سے وہ اسکے پیروکار ہیں حقیقت یہ ہے کہ بہت سے افغانیوں نے کہا ہے کہ وہ افغانستان میں بنیاد پرست نہیں تھے۔ لیکن جب وہ پاکستان آئے اور یہاں بطور مہاجر رہنا شروع کیا تو انہیں ایک خاص قسم کے اسلام پر سختی سے عمل کرنے کے لئے کہا گیا۔ باوجود ان باتوں کے بہت سے افغانی ایسے ہیں جو اسلام اور کمیونزم دونوں سے بیزار ہیں اور یسوع مسیح کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ گذشتہ ایک ہزار سال میں اتنے افغانی عیسائیت کی طرف نہیں آئے۔ جتنے گذشتہ دس سالوں میں۔

ان سے یہ بھی پوچھا گیا کہ جو لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں ان پر کیا گزرتی ہے۔ مشنری موصوف نے کہا کہ عیسائی ہونے والے لوگوں نے بہت سا تشدد برداشت کیا ہے انہیں جیل بھی بھیجا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات موت کی سزا بھی دی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ بلکہ اپنے ملک سے دوسرے ملک بھاگ جاتے ہیں۔ وہ افغانی جو عیسائی نہیں ہیں۔ لیکن زیادہ تجدد پسند بھی نہیں ہیں۔ اور بنیاد پرستوں کو اپنے متعلق صحیح طریق پر یہ یقین دہانی نہیں کرا سکتے حراست میں لے لئے جاتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ لوگ خوف کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بے اطمینانی ہے۔ اور شک و شبہ۔ یہ خاص طور پر عیسائی ہو جانے کے بعد کیفیت ہوتی ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ کس پر اعتماد کریں۔

معذور احمدی توجہ فرمائیں

ایسے احمدی احباب (مرد و خواتین) جو پیدائشی طور پر معذور ہوں لیکن اپنی عملی زندگی میں عام انسانوں کی طرح ان کے شانہ بشانہ انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی ہو۔ ان احباب کے انٹرویوز ہم رسالہ خالد میں شائع کرنا چاہتے ہیں۔ براہ کرم کوئی معذور دوست خود پڑھیں یا کسی کو ایسے دوستوں کا علم ہو تو وہ ہمیں اس پتہ پر لکھیں بہتر ہوگا کہ اپنے تفصیلی کوائف اور عملی زندگی کی جدوجہد کے بارے میں مکمل پتہ کے ساتھ ہمیں روانہ فرمائیں۔ ۱۵ اگست تک ہمیں خطوط موصول ہو جانے چاہئیں

مدیر خالد ایوان محمود۔ ربوہ پوسٹ کوڈ ۳۵۴۶۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

امۃ العلیم بنت برکت اللہ
ربوہ

سمیع اللہ ولد برکت اللہ
ربوہ

منصور احمد ابن منظور احمد
فیصل آباد

فرح عندلیب باجوہ بنت محمد ابراہیم باجوہ
کراچی

مشہود احمد باجوہ ابن سعید احمد باجوہ
کوئٹہ

رانا وجیہہ الرحمٰن ابن رانا حبیب الرحمٰن
غوری - دارالنصر ربوہ

محمد اسمٰعیل ذکریا ابن راجہ
عبداللہ خان راجوری۔ ربوہ

محمد قاسم ابن محمد طفیل
احمد نگر ضلع جھنگ

رانا فراز احمد ابن رانا نثار احمد
ربوہ

بشریٰ مقصود بنت مقصود احمد طاہر
مغربی جرمنی

اسد اللہ بلوچ ابن نصیر احمد بلوچ
کوئٹہ

طلحہ احمد ابن مبشر احمد
کوئٹہ

ندیم احمد ابن محمود احمد بٹ
شاہدرہ ٹاؤن - لاہور

بشیر احمد منیر سیال ثاقب ابن
منیر الدین سیال - بوریوالا

افتخار احمد مغل ابن منور احمد مغل
جیکب آباد سندھ

مطیع الرحمان ابن پرویز محمود
ربوہ

سعد حیات ابن مسعود احمد باجوہ
کوئٹہ

بشریٰ طیبہ بنت عبدالحمید ناصر
ربوہ

ثمرۃ الحیٰ بنت ملک تبسم
مقصود - لاہور

بنہاء منیر سیال بنت
منیر الدین سیال - بوریوالا

بلال احمد ابن چوہدری اکرام اللہ
ڈگری مسلم ضلع سیالکوٹ

عبدالقادر ابن عبدالمالک
سکرنڈ ضلع نواب شاہ

محمد منصور ابن امجد محمود
چک نمبر ۳۴ ضلع سرگودھا

مرزا عمر محمود ابن مرزا ظفر اقبال بیگ
فیصل آباد

مبارز احمد ابن چوہدری
عبدالرشید - کرم پورہ

مظفر احمد علی ابن چوہدری شمشاد
حسین کھوکھر - گولارچی

قرۃ العین طاہر بنت چوہدری
طاہر احمد کاہلوں - کراچی

آنسہ ارم بنت سمیع اللہ قمر
ربوہ

طاہر محمود ابن محمد اسلم
کوئٹہ

سائرہ امین بنت امین الحق خان
کوئٹہ

مشہود احمد ابن منصور
احمد خالد - ربوہ

بنت المہدی بنت ہدایت
علی شاہد مربی سلسلہ۔ مدرسہ چٹھہ

منیب احمد ابن نذیر احمد
ٹھرو ضلع سیالکوٹ

انجم احمد ابن شریف احمد اشرف
نکیال آزاد کشمیر

قرۃ العین عارفہ بنت نصیر احمد شاد
ربوہ

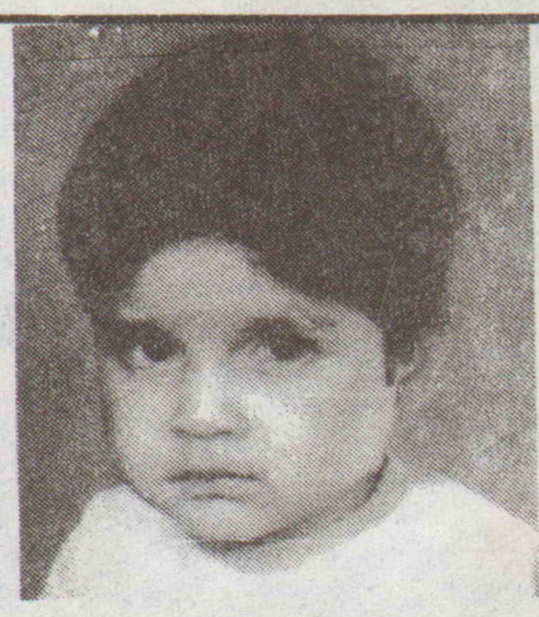
وجاہت علی خان ابن ناصر علی خان
کوئٹہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

○ آزاد کشمیر کے منتظم اعلیٰ نے کہا ہے کہ سابق وزیر اعظم سردار ممتاز حسین راٹھور حکومت پاکستان کے قبضے میں ہیں انہوں نے کہا کہ وہ آزاد کشمیر میں جلسے جلوسوں پر پابندی نہیں لگائیں گے۔

○ بیرون ملک دوروں پر گئے ہوئے اراکین قومی اسمبلی کو خصوصی اجلاس میں شرکت کے لئے فوری طور پر وطن واپس پہنچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

○ سیالکوٹ میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کے مابین تصادم سے دونوں اطراف کے کئی افراد زخمی ہو گئے۔ بعض افراد نے تھانہ پر حملہ کر دیا اور توڑ پھوڑ کی۔

○ صدر نے کہا ہے کہ آزاد کشمیر کے حالات کی خرابی کے ذمہ دار راٹھور ہیں ورنہ افسروں کو کوئی نہیں کہتا کہ چلے جاؤ ورنہ لاشیں جائیں گی۔

○ کراچی میں ایک اہم سیاسی شخصیت پر قاتلانہ حملے کی اطلاع کے بعد سیکیورٹی ایجنسیوں کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔

○ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم نے کہا ہے کہ نئی حکومت ایک ہفتے میں بن جائے گی۔

○ مظفرآباد میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے وزیر اعظم کے سیکرٹریٹ پر دو گھنٹہ تک قبضہ کئے رکھا مظاہرین پولیس کو دھکیل کر رکاوٹیں ہٹاتے ہوئے سیکرٹریٹ میں داخل ہو گئے۔ خواتین نے بھی مظاہرہ کیا۔

○ ایک بھارتی جریدے نے لکھا ہے کہ اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اسرائیلی ایجنٹ تحریک آزادی کشمیر کو سبوتاژ کرنے کے لئے سرگرم ہو گئے ہیں۔

○ بلوچستان میں تمام بلدیاتی ادارے توڑ دیئے گئے ہیں۔ ان کے ترقیاتی فنڈز منجمد کر دیئے گئے ہیں۔

○ یونائیٹڈ بنک ڈاہرانوالا کے کیشیئر گارڈ اور کانسٹیبل کو ڈاکوؤں نے قتل کر دیا۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے کئی بھارتی فوجیوں کو مختلف جھڑپوں میں ہلاک اور زخمی کر دیا ہے۔ حریت پسندوں کی سرگرمیوں میں شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے

○ یوگوسلاویہ نے اپنی دو جمہوریاؤں کی طرف سے یکطرفہ اعلان آزادی کے مسئلے پر یورپی برادری کے امن منصوبے کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

○ سوویت یونین کی نو ۹ جمہوریتوں نے صدر گورباچوف کے اقتصادی پروگرام کی منظوری دے دی ہے۔

○ دنیا کے پانچ بڑے اسلحہ ساز ملکوں نے جو سلامتی کونسل کے رکن بھی ہیں مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اسلحہ کی فروخت پر پابندی کے مسئلہ پر مشترکہ اجلاس میں غور شروع کر دیا ہے۔ یہ اجلاس فرانس کے صدر کی تجویز پر ہو رہا ہے۔ مصر کے صدر مسٹر حسنی مبارک نے کہا ہے کہ ان ممالک کے فیصلے پر مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک یعنی اسرائیل سمیت یکساں عمل کیا جائے۔

بقیہ: صـ ۳ سے آگے

کے زمانے میں یہ آرزو تھی کہ روئے زمین کے شرق و غرب میں دین حق کا جھنڈا لہراتا ہوا دکھائی دے اسلئے آپ نے مجلس ارشاد کے اجلاس دو حصوں میں تقسیم کر دیئے ایک اردو اور ایک انگریزی۔ یہ کوششیں اگرچہ آپ کی عمر اور قادیان کے حالات کے لحاظ سے چھوٹے پیمانے پر تھیں لیکن ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ جوانی کے زمانے میں ہی آپ کے دل کے اندر کیا کیا ابال اٹھتے تھے اور کھیل کود کے زمانہ میں آپ کے سینے کے اندر کس بات کی تڑپ تھی۔ پھر جوں جوں آپکی عمر بڑھتی گئی آپ کے کام کا دائرہ بھی زیادہ وسیع ہوتا گیا۔ آپ نے لڑکپن کے زمانہ میں سلسلہ کے نوجوانوں کو دین حق کی قلمی اور لسانی خدمت کے لئے تیار کرنے کی غرض سے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا اور مجلس ارشاد کی بنیاد ڈالی تھی۔ امامت اولیٰ کے زمانہ میں آپ نے تمام جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت امام جماعت الاول (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کی اجازت سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا جسکا نام الفضل ہے۔ اور جو اس وقت جماعت احمدیہ کا قومی آرگن ہے۔ اور قادیان سے روزانہ شائع ہوتا ہے۔ پھر جماعت میں دعوت الی اللہ کی روح پھونکنے کے لئے اور رابطہ اخوت و محبت قائم کرنے کے لئے آپ نے انصار اللہ کی جماعت قائم کی"

(الفضل ۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi